از عدالت عظمیٰ

18 مارچ 1954

ایم ایس شریف

بنام

ریاست مدراس اور دیگراں۔

[چندمہاجن سی جے، مکھرجی، ایس آر داس، وی وین بوس اور غلام حسن جسٹس صاحبان]

(ایکٹ پنجم بابت سال 1898)، دفعہ 476 بی- کیا عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے حکم سے عدالت عظمیٰ میں اپیل کی جا سکتی ہے جس میں جھوٹی گواہی کے لیے شکایت درج کرنے کی ہدایت کی گئی ہو۔

یہ کہا گیا ہے کہ عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے حکم سے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 476 بی کے تحت سپریم کورٹ میں اپیل مجاز ہے جس میں جھوٹی گواہی کے لیے شکایت درج کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک ہی معاملے کے حوالے سے سول اور فوجداری کارروائی کا بیک وقت مقدمہ چلانا ملزم کو شرمندہ کرنے کا امکان ہے اور اس لیے عام طور پر، اور خصوصی حالات کی عدم موجودگی میں، فوجداری کارروائی کو ترجیح دی جانی چاہیے اور مجرم کی سزا تک سول کارروائی کو روک دیا جانا چاہیے۔

فوجداری اپلیٹ کا دائرہ اختیار: مقدمہ نمبر 281 بابت 1951۔

فوجداری متفرق پیٹشن نمبر 1261 اور 1263 بابت سال 1951 میں مدراس عدالت عالیہ آف جوڈیکیچر کے یکم اگست 1951 کے فیصلے اور حکم سے بھارت کا آئین کے آرٹیکل 132 کے تحت اپیل۔

اپیل کنندہ/ درخواست گزاروں کی طرف سے کے راجہ آئیر (بشمول آر گنپتی آئیر اور ایم ایس کے آئینگر)۔

جواب دہندہ نمبر 2 کی طرف سے ایچ جے امریگار اور ایس سبرامنیم۔

18 مارچ 1954۔ عدالت کا فیصلہ بوس جج کے ذریعے دیا گیا تھا اس معاملے میں سوال یہ ہے کہ کیا عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے حکم سے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 476B کے تحت اس عدالت میں اپیل دائر کی گئی ہے جس میں جھوٹی گواہی کے لیے شکایت درج کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:08
I attest to the accuracy and integrity of this document

دو افراد، گووندان اور دامودرن نے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 491 کے تحت رہائی کے لیے درخواستیں دائر کیں جن میں دعوی کیا گیا کہ انہیں پولیس کے دو سب انسپکٹرز نے غیر قانونی طور پر حراست میں لیا ہے جو ہمارے سامنے اپیل کنندہ ہیں۔ گووندان نے کہا کہ اسے ایک سب انسپکٹر نے حراست میں لیا ہے اور دامودرن نے کہا کہ اسے دوسرے نے حراست میں لیا ہے۔ دونوں سب انسپکٹرز نے کہا کہ درخواست کنندگان ان کی تحویل میں نہیں تھے۔ گووندان سے متعلق پہلے سب انسپکٹر نے کہا کہ گووندان کو اس نے کبھی گرفتار نہیں کیا تھا اور نہ ہی وہ کسی بھی وقت اس کی تحویل میں رہا تھا۔ دوسرے نے اس بات سے انکار کیا کہ دامودرن اس کی تحویل میں تھا۔ اس نے اعتراف کیا کہ اس نے اسے ایک بار گرفتار کیا تھا لیکن کہا کہ اسے درخواست سے بہت پہلے رہا کر دیا گیا تھا۔ ہر ایک نے اپنی واپسی کی حمایت میں حلف نامہ اٹھایا۔ بیانات کے دو سیٹوں کے درمیان اس تنازعہ کے پیش نظر عدالت عالیہ نے ڈسٹرکٹ جج کو تحقیقات کرنے کی ہدایت دی۔

کافی شواہد ریکارڈ کیے گئے اور دستاویزات دائر کئے گئیں اور ڈسٹرکٹ جج نے رپوٹ دی کہ ان کی رائے میں دونوں سب انسپکٹرز کے بیانات درست تھے۔ عدالت عالیہ نے اختلاف کیا اور شواہد کی تفصیلی جانچ پڑتال کے بعد اس نتیجے پر پہنچی کہ درخواست کنندگان سچ بول رہے تھے نہ کہ سب انسپکٹرز۔ تاہم درخواست کنندگان کو ان کی درخواستوں کے بعد اور ہائی کورٹ کے حکم سے پہلے باقاعدگی سے گرفتار کیا جاتا تھا۔ ایک کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا اور دوسرے کو مجسٹریٹ کے حکم سے جیل کی تحویل میں بھیج دیا گیا۔ اس کے مطابق ان کی درخواستیں بے کار ہو گئیں اور انہیں مسترد کر دیا گیا۔

اس کے بعد، درخواست کنندگان نے مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 476 کے تحت عدالت عالیہ میں درخواست دی اور کہا کہ سب انسپکٹرز پر دفعہ 193، بھارتیہ پینل کوڈ کے تحت جھوٹی گواہی کے لیے مقدمہ چلایا جائے۔ درخواستیں منظور کر لی گئیں اور عدالت عالیہ کے ڈپٹی رجسٹرار کو ضروری شکایات کرنے کی ہدایت کی گئی۔

اس کے بعد سب انسپکٹرز نے اس عدالت میں اپیل کرنے کی اجازت مانگی۔ اجازت کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا گیا کہ کوئی اپیل نہیں ہے، لیکن اجازت آرٹیکل 132 کے تحت دی گئی تھی کیونکہ آئین کے آرٹیکل 134 (1) اور 372 کی تشریح شامل تھی۔ سب انسپکٹرز نے یہاں اس حکم کے خلاف اور دفعہ 476 کے تحت اس حکم کے خلاف بھی اپیل کی ہے۔ اس کے علاوہ، ایک اضافی احتیاط کے طور پر، انہوں نے آرٹیکل 136 (1) کے تحت اپیل کے لیے خصوصی اجازت کے لیے درخواست دائر کی ہے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:08
I attest to the accuracy and
integrity of this document

پہلا سوال جس کا ہمیں فیصلہ کرنا ہے وہ یہ ہے کہ کیا اپیل کا حق ہے۔وہ دفعہ 195 (3) کے ساتھ پڑھے جانے والے مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 476 بی کے صحیح معنی کو ظاہر کرتا ہے۔سابقہ کا متعلقہ حصہ اس طرح پڑھتا ہے:-"

کوئی بھی شخص ..... جس کے خلاف .... شکایت درج کرائی گئی ہو [دفعہ 476 کے تحت] اس عدالت میں اپیل کرسکتا ہے جس کی ایسی سابقہ عدالت دفعہ 195 (3) کے معنی کے تحت ماتحت ہے۔

بعد کے دفعہ میں پڑھا جاتا ہے۔

"اس دفعہ کے مقاصد کے لیے، ایک عدالت کو اس عدالت کا ماتحت سمجھا جائے گا جس پر ااپیلیں عام طور پر ایسی سابقہ عدالت کے قابل اپیل ڈگری یا سزاؤں سے ہوتی ہے......"

دفعہ کے باقی حصہ سے ہمیں کوئی تعلق نہیں ہے۔

دو چیزیں واضح ہیں۔ پہلا، کہ دفعہ 476 بی کے ذریعے اپیل کا حق واضح طور پر دیا گیا ہے، بشرطیکہ اس کے لیے ایک اعلی فورم ہو جس پر اپیل کی جاسکتی ہے؛ اور دوسرا، کہ اپیلٹ فورم کو مصنوعی طریقے سے نامزد کیا گیا ہے۔اپیل اس عدالت میں ہوتی ہے جس کے ماتحت سابقہ عدالت دفعہ 195 (3) کے معنی میں ہوتی ہے۔لیکن "ماتحت" اس کے عام معنی نہیں رکھتا ہے۔اسے آرٹ کی اصطلاح کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور دفعہ 195 (3) میں تعریف کی وجہ سے اسے ایک خاص معنی دیا گیا ہے: فکشن کو "ڈیمڈ" لفظ پر استعمال کر کے مسلط کیا گیا ہے۔اس کے مطابق ہمیں فکشن کے لیے آگے جائزہ لینا ہے۔

دفعہ میں کہا ہے کہ سیکشن 476 کے تحت حکم دینے والی عدالت کو عدالت کے ماتحت سمجھا جائے گا۔

(الف) جس پر عام طور پر اپیلیں ہوتی ہیں

(ب) ایسی سابقہ عدالت کے قابل اپیل ڈگریوں یا سزاؤں سے۔

اب اس معاملے میں سابقہ عدالت عالیہ کی ڈویژن بنچ ہے۔ یہ واحد عدالت ہے جس میں عام طور پر عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے قابل اپیل ڈگریوں اور سزاؤں کے خلاف اپیل ہوتی ہے۔لہذا، ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ دفعہ 195 (3) کے معنی میں اس عدالت کی "ماتحت" عدالت ہے؛ اس کے مطابق دفعہ 476 کے تحت ڈویژن بنچ کے حکم سے اس عدالت میں اپیل کی جاتی ہے۔

یہ دلیل دی گئی کہ اس عدالت میں اپیل کرنے کا کوئی عام حق نہیں ہے اور یہ کہ ایسے حقوق جو آئین کی طرف سے واضح

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:08
I attest to the accuracy and
integrity of this document

طور پر بہت محدود اور محدود حالات میں دیے گئے ہیں، اس لیے اس عدالت میں ایسی اپیلوں کو "عام طور پر" غلط نہیں کہا جا سکتا۔

ہم متفق نہیں ہیں۔ اس طرح کی دلیل "عام طور پر" لفظ پر توجہ مرکوز کرتی ہے اور "اپیل کے قابل ڈگریوں یا فیصلوں" کے الفاظ کو نظر انداز کرتی ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم بیان کو لاگو کر سکیں، ہمیں پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ آیا عدالت میں زیر غور ڈگریوں یا فیصلوں کا کوئی طبقہ ہے جو اپیل کے لیے بالکل بے روک ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو معاملہ ختم ہو جاتا ہے اور دفعہ 476-بی کے تحت اپیل کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے تو ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ وہ اپیلیں "عام طور پر" کس عدالت میں ہوں گی۔ یہ واضح ہے کہ واحد عدالت جس میں عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے قابل اپیل ڈگریوں اور فیصلے سنائے جا سکتے ہیں وہ عدالت عظمیٰ ہے۔ کوئی دوسری عدالت نہیں ہے جس میں اپیل کی جا سکے۔ اس کے بعد یہ کہ تمام قابل اپیل ڈگریوں اور فیصلے کے معاملے میں یہ عام طریقہ ہے اور اس کے نتیجے میں یہ وہ عدالت ہے جس میں اس طرح کی اپیلیں عام طور پر ہوں گی۔

چونکہ اپیل کرنے کا حق ہے، اس لیے ہمیں اس معاملے پر اس کے حقائق پر غور کرنا ہے اور وہاں صرف متعلقہ غور یہ ہے کہ آیا "انصاف کے مفاد میں یہ مناسب ہے" کہ تحقیقات کرائی جائے اور شکایت درج کی جائے۔ اس میں بہت سے عوامل کا محتاط توازن شامل ہے۔

عدالت عالیہ نے شواہد کی باریکی سے جانچ پڑتال کی ہے اور کافی مواد کا انکشاف کیا ہے جس پر عدالتی توجہ معقول طور پر اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ یہاں ایک ایسا معاملہ ہے جس کی فوجداری عدالت میں تحقیقات کی ضرورت ہے اور انصاف کے مفاد میں اس کی تحقیقات کرنا مناسب ہے۔ ہم نے اپنے طور پر شواہد کی جانچ نہیں کی ہے اور ہم متعلقہ مقدمات کی خوبیوں پر کوئی رائے ظاہر نہیں کرتے لیکن عدالت عالیہ کے فیصلے اور ڈسٹرکٹ جج کی رپورٹ کو احتیاط سے پڑھنے کے بعد ہمیں عدالت عالیہ کی صوابدید میں مداخلت کرنے کی کوئی وجہ نہیں مل سکتی ہے۔ ہم خوبیوں کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ کہنے کا ارادہ نہیں رکھتے کیونکہ ہم دونوں فریقوں کے معاملے میں تعصب یا تعصب نہ کرنے کے لیے فکرمند ہیں۔ عدالت عالیہ کے قابل ججوں نے بھی دفعہ 476 کے تحت اپنے حکم میں بہت صحیح مشاہدہ کیا ہے کہ وہ اپیل گزاروں کے جرم یا بے گناہی پر کوئی رائے ظاہر نہیں کر رہے تھے۔

ہمیں سماعت میں بتایا گیا کہ اسی حقائق سے پیدا ہونے والی کارروائی کے مزید دو سیٹ اب اپیل گزاروں کے خلاف زیر التوا ہیں۔ دو سول سوٹ میں ایک غلط طور پر قید کرنے کے نقصانات کے لیے۔ دوسرا تعزیرات ہند کی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:08
I attest to the accuracy and
integrity of this document

دفعہ 344 کے تحت دو فوجدار مقدمات ہیں، غلط طریقے سے قید کرنے کے لیے، ہر ایک سب انسپکٹر کے خلاف۔ کہا گیا کہ ان معاملات پر بیک وقت کارروائی سے ملزن کو شرمندگی ہوگی۔ لیکن اپیل کی سماعت کے بعد ہمیں اطلاع ملی کہ دونوں فوجداری مقدمات کے کاغذات تیار ہونے پر نئی شکایات درج کرنے کی آزادی کے ساتھ بند کر دیا گیا ہے، کیونکہ ملزمان کی درخواست پر عدالت عالیہ کے ریکارڈ دستیاب نہیں تھے۔ چونکہ یہ مقدمات فی الحال زیر التواء نہیں ہیں، اس لیے ان کے طرف سے اعتراض پیدا نہیں ہوتا لیکن ہم دیکھ سکتے ہیں کہ موجودہ فوجداری کارروائی کا بیک وقت مقدمہ چلانا جس سے یہ اپیل اٹھتی ہے اور سول سوٹ ملزم کو شرمندہ کر دیں گے۔ اس لیے ہمیں یہ طے کرنا ہے کہ کس پر روک لگائی جانی چاہیے۔

جہاں تک سول اور فوجداری کارروائی کا تعلق ہے، ہماری رائے ہے کہ فوجداری معاملات کو ترجیح دی جانی چاہیے۔ اس نکتے پر بھارت کی عدالت عالیان کی رائے میں کچھ اختلاف ہے۔ کوئی سخت اور تیز اصول وضع نہیں کیا جا سکتا ہے لیکن ہم اس بات پر غور نہیں کرتے کہ سول اور فوجداری عدالت عالیان میں متضاد فیصلوں کا امکان ایک متعلقہ غور ہے۔ قانون اس طرح کے امکان کا تصور کرتا ہے جب یہ واضح طور پر ایک عدالت کے فیصلے کو دوسرے پر پابند کرنے، یا یہاں تک کہ متعلقہ کرنے سے گریز کرتا ہے، سوائے کچھ محدود مقاصد کے، جیسے سزا یا نقصانات۔ یہاں صرف متعلقہ غور شرمندگی کا امکان ہے۔

ایک اور وجہ جو ہمارے لیے اہمیت کا حامل ہے وہ یہ ہے کہ ایک سول سوٹ اکثر سالوں تک چلتا رہتا ہے اور یہ تکلیف دہ ہے کہ فوجداری استغاثہ کو اس وقت تک انتظار کرنا چاہیے جب تک کہ ہر متعلقہ شخص جرم کے بارے میں سب کچھ بھول نہ جائے۔ عوامی مفادات کا تقاضا ہے کہ مجرمانہ انصاف فوری اور یقینی ہونا چاہیے؛ کہ گنہگار کو سزا دی ملنی چاہیے تب تک جبکہ واقعات عوام کے ذہن میں تازہ ہیں اور یہ کہ منصفانہ اور غیر جانبدارانہ مقدمے کی سماعت کے مطابق بے گناہ کو جلد از جلد بری کیا جانا چاہیے۔ ایک اور وجہ یہ ہے کہ چیزوں کو اس وقت تک پھسلنے دینا ناپسندیدہ ہے جب تک کہ یادیں بھروسہ کرنے کے لیے بہت مدھم نہ ہو جائیں۔ یہ، چاہے کچھ بھی ہو، کوئی سخت اور تیز قاعدہ نہیں ہے۔ کسی خاص معاملے میں حاصل کیے جانے والے خصوصی تحفظات کسی دوسرے کورس کو زیادہ مناسب اور منصفانہ بنا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، سول کیس یا دیگر فوجداری کارروائی اپنے اختتام کے اتنے قریب ہو سکتی ہے کہ دفعہ 476 کے تحت حکم دیے گئے استغاثہ کو ترجیح دینے کے لیے اس پر روک لگانا بے معنی ہو جائے۔ لیکن اس معاملے میں ہمارا خیال ہے کہ فوجداری کارروائی ختم ہونے تک سول سوٹ پر روک لگائی جانی چاہیے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:08
I attest to the accuracy and
integrity of this document